اسوۂ حسنہ کی روشنی میں قاضی کے فرائض

ڈاکٹر محمد طفیل

حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہمہ جہت راہنمائی کی حامل ہے۔ آپ نے ہر طبقہ کے لوگوں کو راہنما اصول مہیا فرمائے، جن پر عمل پیرا ہو کر انسان دین و دنیا میں کامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔

اس دنیا میں مختلف طبقے پائے جاتے ہیں، ان میں سے ہر ایک کے ذمہ کچھ حقوق اور کچھ فرائض ہوتے ہیں اور حقوق و فرائض میں توازن ہی سے زندگی کا حسن قائم رہتا ہے۔ لیکن اکثر اوقات انسان جذبہ حرص اور ہوائے نفس کے سبب اپنے حقوق سے تجاوز کر جاتا ہے اور استحصال کی راہ اختیار کر لیتا ہے۔ یہیں سے بدامنی اور افتراق وانتشار کی فضا کی ابتدا ہوتی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیگر شعبوں کی طرح اس انسانی کمزوری کی اصلاح اور معاشرے کو بدامنی، افتراق اور ظلم سے محفوظ رکھنے اور عدل و انصاف کا نظام قائم کرنے کیلئے جو بلند اصول عطا فرمائے اور جو طریقہ عمل وضع کیا وہ عدل وانصاف کے باب میں ایک مینارہ نور ہے۔

اسلام میں سب سے پہلے قاضی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تھے لیکن دیگر قضاۃ کے برعکس ان کے فیصلے کو کبھی چیلنج

نہیں کیا جا سکتا ۔ بلکہ قرآن حکیم کی رو سے اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے خلاف دل میں کوئی میل بھی لاتا ہے تو اس کے ایمان کے ضائع ہوجانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے ۔

آپ کی ذات ستودہ صفات تو وہ ہے جو ,, وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ،، کی مصداق ہے ۔ اس لئے آپ کا فیصلہ تو وحی الٰہی کے مطابق ھوتا تھا جس پر کوئی صاحب ایمان چون و چرا کی مجال نہیں رکھتا ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے بے شمار فیصلے فرمائے ۔ ایسے مقدمات جو آپ کی خدمت میں پیش ھوئے اور آپ نے بحیثیت قاضی ان کے فیصلے فرمائے ، انھیں مشہور محدث ابو عبداللہ بن فرج المالکی ابن الطلاع متوفی ۴۹۷ھ نے ,,اقضیۃ رسول اللہ ،، کے عنوان سے جمع کر دیا ہے ۔ یہ فیصلے قانون دانوں کے لئے راھنمائی اور ھدایت فراھم کرتے ھیں ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف خود منصب قضاء پر فائز رھے اور انفرادی اور اجتماعی انصاف قائم کرتے رھے ۔ بلکہ جب اسلامی ریاست کی حدود بہت وسیع ھوگئیں ، نبوت کے فرائض کے ساتھ اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں بے پناہ اضافہ ھوگیا، تو آپ نے اپنی حیات طیبہ میں مختلف علاقوں میں بہت سے قاضی مقرر فرمائے ۔ مزید برآں آپ اپنی موجودگی میں بھی بعض صحابہ کرام سے فیصلے کرواتے رھے تاکہ ان کی تربیت ھو سکے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام کو قاضی مقرر فرمایا ۔ ان میں سے کچھ کے اسماء گرامی یہ ھیں :

حضرت علی بن ابی طالب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت العلاء بن حضرمی، حضرت معقل بن یسار ، حضرت عمرو بن

العاص، حضرت عقبه بن عامر، حضرت حذیفه بن الیمان العتبی، حضرت عتاب بن اسد ، حضرت دحیه الکلبی، حضرت ابو موسی الاشعری، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت زید بن ثابت ، حضرت عبداللہ بن مسعود (۱)، وغیرہ ۔

اپنے بعد عدل وانصاف کے قیام کے ذمه دار افراد کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم نے جو طریق کار اور قواعد وضوابط ارشاد فرمائے اور جس تدبر و فراست کو قضاۃ کی شخصیت کا لازمه قرار دیا گیا، یہی زیر نظر مقاله کا موضوع ہے۔

قاضی کے فرائض :

۱ ۔ **عدل کا قیام :** قاضی کا تقرر اس لئے عمل میں آتا ہے که وہ انصاف قائم کرے، حقدار کا حق دلائے، ظلم کو روکے اور نیکی کی اشاعت کرے ۔ ایسا کرتے وقت قرآن و سنت کی بالادستی ہر حال میں قائم رہے گی ۔ جہاں تک قیام عدل کا تعلق ہے ۔ اس بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے ۔

اعدلوا هو اقرب للتقوی (۲)

عدل کرو یہی تقوٰی سے قریب تر ہے ۔

قرآن حکیم کی اسی سورہ میں دوسرا ارشاد ربانی ہے ۔

اقسطوا، ان اللہ یحب المقسطین (۳)

انصاف کرو بے شک اللہ تعالی انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں انصاف مہیا کرنیکی جابجا تاکید کی ہے ۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیه وسلم نے انصاف مہیا کرنے کا عملی نمونه پیش فرمایا که آپ نے میثاق مدینه کے تحت حاصل شدہ اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے یہودیوں کے مختلف قبائل میں امتیاز کو ختم کرکے انہیں برابر قرار دیا ۔ اسی طرح آپ نے فرمایا که قانون

کی نظر میں سب افراد برابر ھیں ۔ اس لئے سب انسانوں سے مساوی سلوک کیا جائے گا اور سابقہ اقوام اس لئے تباہ ھوئیں کہ وہ لوگ کمزوروں کو زیادہ اور طاقتوروں کو کم سزا دیا کرتے تھے (۴) ۔ اس لئے قاضی کا فرض ہے کہ وہ حاکم ومحکوم ، راعی اور رعایا ، امیر و غریب نیز ضعیف و قوی کو برابر سمجھے اور معاشرے کے تمام افراد کو انصاف کے مساوی مواقع فراہم کرے ۔

۲ ۔ **عدالت میں فریقین سے یکساں سلوک :** جب قاضی عدالت میں کرسی عدالت پر متمکن ھو اور وہ مقدمہ کی سماعت میں مصروف ھو تو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اس کا فرض ہے کہ وہ فریقین ، مدعی اور مدعی علیہ سے مساوی سلوک کرے ، انھیں برابر بٹھائے ، ان سے ایک سی آواز میں گفتگو کرے ۔ جب مدعی اور مدعی علیہ عدالت میں حاضر ھوں تو ان کے منصب اور مرتبہ کا ھرگز لحاظ نہ کرے ۔ اور اُن میں سے کسی کو بھی کسی بات میں ترجیح نہ دے، انھیں عدالتی نظام کے آداب اور طریق کار کو ملحوظ رکھنے کی برابر تلقین کرے ۔ کیونکہ ایسا کرکے ھی قاضی انصاف کے تقاضے پورے کر سکتا اور اپنے کو غیر جانب دار رکھ سکتا ہے ۔ جس سے نظام قضاء اور قاضی کی عظمت قائم ھوگی ۔ اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل ارشادات سے رھنمائی ملتی ہے ۔

عن ام سلمة رضی اللہ عنھا انھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابتلی بالقضاء بین المسلمین فلیعدل بینھم فی لحظتہ و اشارتہ ومقعدہ و مجلسہ (۵) ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا مکلف ھو، اسے چاھیئے کہ ان کے درمیان اشارے، کنائے اور بیٹھنے اٹھنے میں برابری قائم رکھے ۔

حضرت ام سلمه رضی الله عنها سے ایک اور روایت مروی ہے که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا ۔

من ابتلی بالقضاء بین المسلمین فلا یرفع صوته علی احد الخصمین ما لم یرفع علی الآخر ۔ (٦) ۔

جو شخص مسلمانوں کے مابین فیصله کرنے کا مکلف ہو وہ فریقین میں سے ایک کے لئے اسی قدر آواز بلند کرے جس قدر دوسرے کے لئے بلند کرے ۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے که قاضی اس وقت تک دعوی نه سنے جب تک دونوں فریق قاضی کے روبرو موجود نه ہوں ، کیونکه رسول الله صلی الله علیه وسلم عام طور پر فریقین کی موجودگی میں فیصله فرماتے تھے ۔ نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ایک اور حدیث مذکور ہے ، جس کا مفہوم یه ہے که جب قاضی فیصله کرے تو فریقین میں مساوات قائم رکھے اور شریف اور رذیل میں کوئی امتیاز نه کرے ۔

۳ ۔ فریقین کا موقف سن کر فیصله کرے : قاضی چونکه انصاف مہیا کرنیکا ذمه دار ہوتا ہے اور انصاف اسیصورت میں فراہم ہو سکتا ہے جب فریقین کو اپنا اپنا موقف پیش کرنے کے مکمل مواقع حاصل ہوں ۔ اس لئے قاضی کے فرائض میں یه امر بھی شامل ہے که وہ فریقین کو اپنا اپنا موقف بیان کرنے کے لئے مساوی مواقع فراہم کرے ۔ اور وہ حتی الوسع یکطرفه فیصله نه کرے ۔ رسول اکرم صلی الله علیه وسلم کی ایک حدیث سنن ابو داؤد اور سنن الترمذی میں مذکور ہے ۔

عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا تقاضی الیک رجلان، فلا تقض للاول حتی تسمع کلام الآخر فسوف تدری کیف تقضی (٧) ۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب دو افراد اپنا مقدمہ پیش کریں تو آپ ایک کے حق میں فیصلہ نہ کریں جب تک دوسرے کا موقف نہ سن لیں ـ ممکن ہے فیصلہ کی کوئی شکل نکل آئے ـ

ایسا کرنے سے نہ صرف انصاف کے تقاضے پورے ہونگے بلکہ مقدمے کی صحیح صورت حال بھی سامنے آجائے گی ـ اس حدیث کی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یمن کا قاضی مقرر کیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری عمر چھوٹی ہے میں کس طرح فیصلے کرونگا ؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی آپ کے دل کو ھدایت سے نوازے گا ، آپ کی زبان حق پر ثابت رھے گی ، جب فریقین عدالت میں موجود ہوں تو دونوں کا موقف سنے بغیر فیصلہ نہ کریں کیونکہ دوسرا فریق فیصلہ کی راہ آسان کر دے گا ـ چنانچہ حضرت علیؓ نے ان ھدایات پر عمل کیا اور کامیاب قاضی ثابت ہوئے ـ ان شواھد سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ فریقین کو ھر طرح کے مواقع فراھم کرے کہ وہ اپنا موقف اصالۃ یا وکالۃ بیان کر سکیں ـ اسی میں قاضی کی بھلائی ہے اور اسی سے انصاف کے تقاضے پورے ہو سکتے ھیں ـ

۴ـ عدالت میں پیش ہونے والے سے قسم لے : قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ جو شخص عدالت میں پیش ہو وہ اس سے قسم لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم لیا کرتے تھے ـ مسلمان سے ان الفاظ میں قسم لی جاتی تھی کہ ,, احلف باللہ الذی لا الہ الا ھو مالہ عندک شی ,,(۸) ـ مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میرے پاس مدعی کی کوئی چیز نہیں ـ جب کہ غیر مسلم

افراد سے ان الفاظ میں قسم لی جاتی تھی ۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے قسم لی تھی کہ اس خدا کو یاد کرو جس نے تمہیں فرعون سے نجات دی تمہارے لئے سمندر کو چیرا اور تم پر من وسلوٰی اتارا (۹) ۔

۵ ۔ **غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے :** انسان جب غصہ میں ہوتا ہے تو وہ حقائق سے بے خبر ہو جاتا ہے اور نتائج سے بے بہرہ، اسی طرح اس کی فکری اور عقلی قوتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ھیں اس لئے غصہ کی حالت میں کوئی انفرادی یا اجتماعی فیصلہ نہیں کرنا چاھیئے ۔ قاضی کے اس فریضہ کو یاد دلانے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

لایحکم احد بین اثنین وھو غضبان

غصہ کی حالت میں کوئی شخص فریقین کے مابین فیصلہ نہ کرے ۔

اسی حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ :

لایقضی القاضی بین اثنین وھو غضبان ۔

قاضی دو افراد میں غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے ۔

علمائے نفسیات کا قول ہے کہ غصہ خون میں حدت کے اضافے سے آتا ہے ۔ اور غصہ کی حالت میں حق و باطل کی تمیز مٹ جاتی ہے ۔ اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی کو ھدایت کی کہ وہ غصہ کی حالت میں فیصلے صادر نہ کریں ۔ کیونکہ اسلامی شریعت کی رو سے حق کو ثابت کرنا ھی قانون کا بنیادی وظیفہ ہے ۔ اور اثبات حق کے بغیر قانون کا کوئی مفہوم قائم نہیں ہوتا ۔

٦ ـ **قاضی اطمینان اور دلجمعی سے مقدمہ سنے :** اسوۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں قاضی کا فرض ہے کہ وہ مقدمہ کی سماعت کے دوران ہمہ تن مقدمہ کی طرف متوجہ رہے، پوری دلجمعی سے فریقین کے دلائل سنے اور ان کا تجزیہ کرے۔ قاضی کو سکون اور اطمینان اسی وقت میسر آئے گا جب اسے مالی، جسمانی اور ذہنی آسودگی حاصل ہو ۔ اس باب میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاۃ کو اس رہنمائی سے نوازا ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقضی القاضی الا ھو شبعان و ریان (۱۰) ۔

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاضی اس وقت فرائض قضاء سر انجام دے جب وہ خوب کھایا پیا اور سیر ہو ۔

بھوک اور پریشانی کے عالم میں انسان کی توجہ مقدمے پر مرکوز نہیں رہے گی ۔ جس کی وجہ سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہونگے ۔ اس لئے رحمت عالم نے بھوک اور پریشانی کے حالات میں فیصلہ صادر کرنے سے منع فرمایا ۔ ضمناً اسلامی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قاضی کو ضروریات زندگی فراہم کرے تاکہ وہ اپنا فریضہ دلجمعی سے بطریق احسن ادا کرسکے ۔

٧ ـ **گواھی کا نظام :** اسلامی نظام قضاء میں گواھوں کو بہت اھمیت حاصل ہے۔گواھوں کے بغیر مقدمہ کی حقیقت معلوم نہیں ھوتی اور نہ ھی جھوٹ سچ الگ ھوتا ہے کیونکہ مدعی ھر بات ثابت کرنا چاھتا ہے جبکہ مدعی علیہ ھر دعوے سے منکر ھوتا ہے۔ان حالات میں ایسے افراد کی ضرورت ھوتی ہے جو مقدمہ کو صحیح سمت چلائیں اور کھرا کھوٹا الگ کر دکھائیں ۔ کیونکہ مدعی کو اپنے دعوے کے

ثبوت میں گواہ پیش کرنا ہوتے ہیں، اس لئے اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے قاضی کی ذمہ داری ہے کہ وہ گواہی قبول کرے ۔ گواہوں کا تزکیہ کرکے انہیں عدالت میں بیان دینے کی سہولتیں فراہم کرے ۔ شخصی شہادتوں کے ساتھ ساتھ قاضی کو چاہیئے کہ وہ دلائل، شواہد، براہین اور احوال و کوائف کو بھی بروئے کار لائے ۔ اور ان سب امور کی روشنی میں فیصلہ کرے ۔ اگر کسی قاضی نے مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت گواہی کے نظام کو پس پشت ڈالا تو وہ نہ صرف حق کو پا سکے گا اور انصاف کرنے سے محروم رہے گا بلکہ وہ قرآن و سنت سے بھی دور ہو جائے گا ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

الا اخبرکم بخیر الشهداء الذی یاتی بشهادته قبل ان یسألها ۔

کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ بہترین گواہ کون ہے ؟ بہترین گواہ وہ ہے جو اپنی گواہی سوال کرنے سے پہلے پیش کر دیتا ہے ۔

گواہ کا فرض ہے ۔ کہ وہ گواہی پیش کرنے کے لئے تیار رہے اور گواہی نہ چھپائے ۔ اسی طرح قاضی کا فرض ہے کہ وہ گواہی قبول کر لے ۔ اور گواہی دینے کی وجہ سے گواہ کو جن مشکلات یا مصائب کا سامنا ہو ۔ ان کا ازالہ کرے ۔

۸ ۔ **عدالت کے دروازے ہر وقت کھلے رکھے :** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر نگاہ ڈالیجائےتو یہ امر عیان ہوتا ہے کہ انسانیت کے بزرگ ترین فرد ہونے کے باوجود آپ تک ہر شخص کو بآسانی رسائی حاصل تھی ۔ اس لئے مسلمان قاضی کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ انصاف قائم کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہے ۔ کسی سائل کو حصول انصاف کے لئے اپنے در پر آنے سے نہ روکے اور ہر انصاف طلب کرنے والے کو انصاف کے مساوی مواقع مہیا کرے ۔ اس

بارے میں مستدرک علی الصحیحین میں ایک حدیث مروی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ھیں ۔

عن ابی مریم صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول من ولی من امر المسلمین شیئا فاحتجب دون خلتهم وحاجتهم وفقرهم وفاقتهم احتجب اللہ عزوجل یوم القیامة دون خلته وفاقته وحاجته وفقره (۱۱) ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کے صحابی حضرت ابو مریم رضی اللہ عنه سے روایت ہے که میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کو یه فرماتے ہوئے سنا که جس شخص کو مسلمانوں کے کسی معامله کا والی بنایا گیا اور وہ ان سے چھپ کر ان کی بہی خواھی ، ان کی ضروریات ان کی تنگدستی اور ان کے فاقه سے غافل ھو گیا، تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس سے چھپ کر اس کی بہی خواھی ، اس کی ضروریات ، اس کی تنگدستی اور اس کے فاقه سے منه پھیر لیں گے ۔

اسلام کی رو سے عوام کو انصاف فراہم کرنا اسلامی ریاست کی اولین ذمه داری ہے۔ اس لئے قاضی پر لازم ہے که وہ لوگوں کی عدالتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے همه وقت موجود رہے ۔ اس حدیث کی روشنی میں اسلامی حکومت کو چاھیے که وہ عدالتوں میں شفٹ کا نظام رائج کرے تاکه جب بھی ضرورت درپیش ھو جج یا اس کا قائم مقام فرد عدالت میں موجود رہے تاکه مقدمات کا فیصله کرنے میں تاخیر نه ھو جو ھمارے دور کا سب سے بڑا قانونی المیه ہے۔ اور جس کی وجه سے بے شمار مسائل پیدا ھوتے ھیں ۔ جن میں سے حبس بے جا بھی ہے ۔

۹ ۔ **مقدمہ نمٹانے کی تاریخ مقرر کرے :** قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ جب اس کی عدالت میں کوئی مقدمہ دائر ہو تو وہ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے مناسب تاریخ مقرر کرے اور مقررہ تاریخ کی اطلاع فریقین کو بھی دے ۔ قاضی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایک فریق کو جب چاہے عدالت میں بلائے اور دوسرے کو اکیلا دوسرے وقت طلب کرے ۔ بلکہ فریقین کو وکالۃ یا اصالۃ بیک وقت عدالت میں طلب کرے ۔ اور جب قاضی فریقین کو طلب کرے تو ان پر واجب ہے کہ وہ عدالت کے روبرو حاضر ہوں ۔ اس باب میں بہت سی احادیث ملتی ھیں ۔ ایک حدیث مجمع الزوائد میں یوں ہے ۔

عن ابی موسی الاشعری ان معاویة بن سفیان قال له ، اما علمت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا اختصم عنده الرجلان فاتعد الموعد (۱۲) ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن سفیان نے ان سے کہا کیا تمھیں یہ بات معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ آپ کی خدمت میں جب دو آدمی اپنا مقدمہ پیش کرتے تو ان کا مقدمہ نمٹانے کیلئے کوئی تاریخ مقرر ہوتی تھی ۔

اس حدیث میں اور امور بھی مذکور ھیں ۔ ہم نے وھی حصہ پیش کیا ہے ، جس سے مقدمہ کی سماعت کے لئے تاریخ مقرر کرنے کی شہادت ملتی ہے ۔ اسی طرح فریقین کی ذمہ داری ہے کہ وہ مقررہ تاریخ پر عدالت میں حاضر ھوں ۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسلمان حاکم نے جس شخص کو طلب کیا اور وہ عدالت میں حاضر نہیں ہوا تو ایسا شخص ظالم ہے ۔ اسے کوئی حق نہیں ملنا چاھئے (۱۳) ۔

۱۰ ۔ **رشوت قبول نہ کرے** : رشوت ایک ایسی لعنت ہے جو نظام قضاء کی جڑوں میں سرایت کر چکی ہے اور ترقی پذیر ممالک میں اس کا عام رواج ہو چکا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے رشوت کی برائی سے امت مسلمہ کو متنبہ کر دیا تھا ۔ چنانچہ آپ کا فرمان ہے :

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنة اللہ علی الراشی والمرتشی فی الحکم ۔

حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کی لعنت ہو اس شخص پر جو فیصلہ کے معاملے میں رشوت لے اور رشوت دے ۔

اس حدیث کی روشنی میں قاضی کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی رشوت سے پورا پورا اجتناب کرے اور عدالت کے تمام اهل کاروں پر کڑی نظر رکھے کہ وہ بھی رشوت میں ملوث نہ ھوں کیونکہ رشوت کی بے شمار اقسام ھیں ۔ جو سب کی سب ممنوع ھیں ۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ راشی کسی حالت میں انصاف نہیں کرتا ۔ اور اسلامی نظام قضاء کا بنیادی فریضہ انصاف کا قیام ہے اور حقدار کو اس کا جائز اور قانونی حق دلانا ہے۔

۱۱ ۔ **فیصلے کا معیار** : قاضی کے فیصلے کا معیار یہ ہے کہ جب اس پر حقیقت حال واضح ہو جائے اور اس کا ضمیر جو فیصلہ کرے وہ کسی دباؤ میں آئے اور کسی کے مرتبہ کا لحاظ کئے بغیر وہ فیصلہ نافذ کر دے ۔ لیکن جج کوئی ایسا فیصلہ نہ کرے جس سے کتاب و سنت کی مخالفت عیاں ہو کیونکہ ,, لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق ،، اللہ تعالی کی نافرمانی کرکے مخلوق کو خوش نہیں کیا جا سکتا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب العلاء ابن الحضرمی کو بحرین کا قاضی مقرر فرمایا تو آپ نے اہل بحرین کو ایک طویل خط تحریر فرمایا، جس میں حضرت العلاء ابن الحضرمی کی تقرری کا تفصیل سے ذکر کیا اور اہل بحرین کو تلقین فرمائی کہ وہ اپنے نئے قاضی کی اطاعت کریں لیکن یہ اطاعت غیر مشروط نہیں تھی بلکہ کڑی شرائط سے مشروط تھی ۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا :

ویحکم بینکم وبین من القی من الناس بما انزل اللہ فی کتابہ من العدل و آمرکم بطاعتہ اذا فعل ذلک و قسم بقسط واسترحم فرحم فاسمعوا لہ و اطیعوا واحسنوا ۔(۱۳) ۔

قاضی کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کے جھگڑوں کے فیصلے اللہ تعالی کی نازل کردہ کتاب کے مطابق انصاف کے ساتھ کرے، اگر وہ ایسا کرے تو میں تمہیں اس کی اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہوں ۔ جب تک وہ انصاف کرتا رہے، جب رحم طلب کیا جائے تو وہ رحم کرے تو اس کی بات سنو ، اسکی اطاعت کرو اور اس سے حسن سلوک کرو۔

اس خط کی روشنی میں قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ کتاب و سنت کی روشنی میں فیصلے کرے ۔ اور جب تک وہ ایسا کرتا رہے اس کی اطاعت کی جائے اور جب وہ کتاب و سنت کو پس پشت ڈال دے ، انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دے اور من مانی پر اتر آئے تو مسلمان بھی اس کی اطاعت نہیں کریں گے ۔ اس کی بات نہیں سنیں گے ۔ اور اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں کریں گے ۔ کیونکہ وہ اپنے منصب سے انصاف نہیں کر رہا اور اللہ تعالی کے احکام کی نافرمانی کا مرتکب ہو گیا ہے۔

۱۱ ۔ قاضی اجتہاد کرے : جیسا کہ ہم نے ذکر کیا قاضی پر فرض ہے کہ کوئی فیصلہ کرتے وقت کتاب و سنت کے احکام کے مطابق فیصلہ کرے اور ہر ہر قدم پر کتاب و سنت سے رہنمائی حاصل کرے۔ جن امور میں قرآن و سنت خاموش ہوں۔ تو ایسے امور میں اجتہاد سے کام لے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان کو روزانہ نت نئے مسائل اور جدید قسم کے مقدمات کا سامنا ہوتا ہے اور ہر مسئلے اور اس کی جزئیات قرآن و سنت میں مذکور نہیں، اس لئے قاضی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ اجتہاد سے کام لے۔ اس باب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ والی حدیث سے رہنمائی ملتی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت معاذا الی الیمن، فقال کیف تقضی؟ فقال اقضی بما فی کتاب اللہ، قال فان لم تکن فی کتاب اللہ قال بسنة رسول اللہ ان لم یکن فی سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، قال اجتهد برأی (۱۵) ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن کا قاضی مقرر کرکے بھیجا تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کس طرح فیصلے کیا کرو گے ؟ انھوں نے جواب دیا کہ جو کچھ کتاب اللہ میں ہوگا، اس کے مطابق فیصلے کرونگا ۔ آپ نے فرمایا کہ متعلقہ معاملہ کتاب اللہ میں نہ ہو ؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ۔ آپ نے پوچھا کہ اگر درپیش مسئلہ سنت میں بھی نہ ہو ؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں اپنی رائے اور صوابدید سے اجتہاد کروں گا ۔

اس گفتگو سے بہت سے امور واضح ہوتے ہیں ۔ ان میں سے بہت اہم بات یہ ہے کہ جب قاضی کو کتاب و سنت سے رہنمائی نہ ملے تو وہ حالات و کوائف کی روشنی میں اجتہاد سے کام لے۔ کیونکہ

ان حالات میں اجتہاد کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہیں ہوتا ۔ واضح رہے کہ اجتہاد ایک ایسا عمل ہے جس نے اسلامی قانون کو بہت زیادہ متحرک اور فعال بنا دیا ہے اور اجتہاد کی موجودگی نے اسلامی قانون میں یہ خوبی بھر دی ہے کہ وہ ہر زمان و مکان کے لئے یکساں مفید اور قابل عمل بن گیا ہے۔

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتاب و سنت کے احکام تو اللہ تعالی کے عطا کردہ ہیں ۔ جب کہ اجتہادات کے ذریعے صادر ہونے والے فیصلے انسان کرے گا ۔ اور انسان خطاء کا پتلا ہے۔ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔

عن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتھد فاصاب فله اجران و اذا حکم فاجتھد فأخطا فله اجر (١٦) ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد سے کام لیتا ہے اور صحیح فیصلہ کرتا ہے، تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر وہ فیصلہ کرتے وقت اجتہاد سے کام لے اور غلطی کر جائے ، تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

قاضی کو غلطی کے ڈر سے اجتہاد سے کنارہ کش نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اجتہاد سے کام لے کر حق کا متلاشی رہنا چاہئے تاکہ وہ انصاف قائم کر سکے اور انصاف کی تلاش میں مسلمانوں کے اقوال و تجربات کے ساتھ غیر مسلموں کے تجربات اور فیصلوں سے بھی استفادہ کر سکتا ہے کیونکہ ترمذی کے باب العلم میں فرمان مصطفوی ہے :

الحکمة ضالة المومن إنیّ وجدها فهو احق بها (۱۲) ۔

دانائی کی بات مسلمان کی گمشدہ پونجی ہے، جہاں بھی اس کو ملے، وہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔

سطور بالا میں ہم نے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں قاضی کے چند فرائض بیان کئے ہیں ۔ ان فرائض پر سرسری نگاہ ڈالی جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلام قاضی کو انصاف مہیا کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ قاضی کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے وقت کتاب و سنت سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیئے اور اس کے بعد اجتہاد سے بھی کام لینا چاہیئے ۔

قاضی کے فرائض سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ فریقین کو اپنا موقف بیان کرنے کے پورے پورے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں ۔ جس سے انسان نفسیاتی طور پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اپنا موقف بیان کرنے کے بعد ہر فریق میں ہر طرح کا فیصلہ قبول کرنے کی ہمت اور جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب فیصلہ انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہو تو اسے نافذ کرنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں ہوتا ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے مسلمان قاضی کو انہی فرائض کی بجاآوری کی عملی تعلیم دی ہے۔ جب تک مسلمان قضاۃ ان سنہری احکام پر عمل کرتے رہے ۔ اسلامی معاشرے میں انصاف کا دور دورہ رہا ۔ قضاۃ بھی مطمئن رہے، مقدمات کی تعداد بھی بہت کم رہی ۔ مسلمان ممالک کے نظام قضاء کو اسی وقت فعال، کامیاب اور مفید بنایا جا سکتا ہے جب اسے اسوۂ حسنہ کے مطابق ازسر نو مرتب کیا جائے ۔

مـــراجع

١ ـ ابن الطلاع، ابو عبدالله محمد بن فرج المالکی، اقضیة رسول الله، القاهرة ، ١٩٧٨، ص ٢٣ ـ ٣٥۔
٢ ـ قرآن حکیم ، سوره المائده ، آیت نمبر ٨ ۔
٣ ـ قرآن حکیم ، سوره المائده ، آیت نمبر ٣٢ ۔
٤ ـ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ج ٣ ، ص ٢٩٩ ، طبع حلب ١٣٥٣ھ ۔
٥ ـ سنن دار قطنی، ج ٢ ، ص ٥١١، طبع دهلی ١٣١٠ ھ ۔
٦ ـ سنن دار قطنی ، ج ٢ ، ص ٥١١ ، طبع دهلی ١٣١٠ھ ۔
٧ ـ الخطیب بغدادی ، مشکوة المصابیح ، ج ٢ ، ص ٣٢٥، طبع بولاق ، ١٣٨١ھ ۔
٨ ـ ابو داؤد ، سنن کتاب القضاء باب کیف یحلف بالیمین ۔
٩ ـ ابو داؤد ، سنن کتاب ابواب القضاء ، ج ٢ ، ص ١٥٤ ـ ١٥٥ ۔
١٠ ـ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم ، ج ٢ ، ص ٧ ، طبع دهلی ۔
١١ ـ ابو عبدالله محمد بن عبدالله نیشا پوری، المستدرک علی الصحیحین ، ج ٤ ، ص ٩٣ ـ ٩٤ ۔
١٢ ـ الهیثمی حافظ علی بن ابی بکر،مجمع الزوائد ج ٤ ، ص ٧٥ ، طبع قاهره ، ١٣٥٢ھ ۔
١٣ ـ ابو الحسن علی بن عمر البغدادی، سنن دار قطنی، ١٣١٠ھ ، ج ٢، ص ٥١٥، طبع دهلی ۔
١٤ ـ ابو داؤد سلیمان بن اشعث ، سنن کتاب القضاء باب الرشوة ۔
١٥ ـ الترمذی ، ابو عیسی محمد بن عیسی ، الجامع ، ج ٢ ، ص ٢٧٥ ۔
١٦ ـ ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ، نولکشور، ١٣٩٣ھ ، ج ٢ ، ص ١٢٧ ۔
١٧ ـ ابو عیسی محمد بن عیسی ترمذی ، جامع ، باب العلم حدیث نمبر ١٩ ۔